فنِ تحقیق اور عصری تقاضے

از: مولانا غازی عبدالرحمٰن قاسمی
لیکچرر، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج
ملتان، پاکستان

تعارف:

عصر حاضر میں دینی مدارس اور جامعات علوم اسلامیہ میں تحقیق کے ذوق کو پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس سلسلہ میں چند اہم باتیں پیش کی جاتی ہیں جو یقیناً اس عظیم کام میں معاون ثابت ہوں گی۔ اور میری دلی دعا ہے کہ عالم اسلام کو جید اہل علم کی شکل میں نئے محققین ملیں جو امت مسلمہ کو درپیش فکری ونظریاتی مسائل کے احسن طریقے سے حل پیش کرسکیں۔ اس تحریر میں تحقیق کے معنی ومفہوم اور ضرورت واہمیت کے بارے میں گفتگو ہوگی۔ سب سے پہلے یہ جانیے کہ تحقیق کا لغوی معنی کیا ہے؟

تحقیق کا لغوی معنی

تحقیق باب تفعیل کا مصدر ہے۔ جس کے معنی چھان بین اور تفتیش کے ہیں(۱) اور اس کا مادہ ح ق ق ہے۔ مشہور لغت کے امام خلیل ابن احمدؒ (م۱۷۰ھ) لکھتے ہیں:

الحقُّ نقیض الباطل(۲)

”الحق باطل کی ضد ہے“۔

اسی طرح ایک اور مشہور لغت کے ماہر ابن منظور افریقیؒ (م۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

الحَقُّ: نَقِیضُ البَاطِلِ، وَجَمْعُهُ حُقوقٌ وحِقاقٌ..... وحَقَّ الأَمرُ یَحِقُّ ویَحُقُّ حَقّاً وحُقوقاً: صَارَ حَقّاً وثَبت(۳)

”حق باطل کی ضد ہے۔ اور اس کی جمع حقوق اور حقاق آتی ہے۔ اور حَقَّ الامرُ کا معنی صحیح ہونا اور ثابت ہونا ہے۔“

چونکہ حق اور باطل دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قران کریم میں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۴)

”اور سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔“

اسی طرح سچائی کو ثابت اور باطل کا جھوٹ واضح کرنے کے لیے فرمایا:

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ(الانفال:۸)

”تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کر دے جھوٹ کو اور اگرچہ ناراض ہوں گناہ گار“۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

ارشاد ربانی ہے:

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ(۵)

”تاکہ جو زندہ ہے اسے ڈرائے اور کافروں پر الزام ثابت ہو جائے“۔

مذکورہ بحث کو سمیٹے ہوئے اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ تحقیق کا لغوی معنی، چھان بین، حق و باطل میں فرق، تفتیش اور ثابت کرنا وغیرہ ہے۔

اور انگلش میں اس کے لیے Research کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ Re کے معنی ہیں دوبارہ اور Search کے معنی ہیں تلاش کرنا تو Research کے معنی ہوئے دوبارہ تلاش کرنا۔

اصطلاحی مفہوم

تحقیق کی بہت ساری تعریفات کی گئی ہیں۔ جن میں لفظوں کی تعبیر کا فرق ہے تاہم مفہوم اور مدعا تقریبا سب کا قریب قریب ہے۔ چند تعریفات آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

۱- تحقیق ایسے طرز مطالعہ کا نام ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔

۲- کسی امر کی شکل پوشیدہ یا مبہم ہو تو اس کی اصلی شکل کو دریافت کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔(۶)

3. According to Oxford English Dictionary:

a. "To Search into Matter of Subject to investigate of study closely".

(کسی موضوع کے مواد کی تحقیق کرنا، تلاش کرنا یا باریک بینی سے مطالعہ کرنا۔)

b. To Search again and repeatedly.(دوبارہ جستجو کرنا اور بار بار تلاش کرنا۔)

4. According to the Oxford Reference Dictionary:

To establish facts and reach new conclusion.

(حقائق متعین کرنا اور نئے نتائج تک پہنچنا۔)

5. According to Websters Third New International Dictionary:

a. To search again or new.(ازسر نو تلاش کرنا یا جدید تحقیق کرنا۔)

b. To search or investigate enhanstively.(وسیع پیمانہ پر تلاش وجستجو کرنا)

According to Pr. B.D.Panda research is abbreviation of:

R =stands for Rational Way of Thinking.

(مبنی بر عقل سوچ یا سوچنے کا عقلی طریقہ)

E=stands for Expert and Comprehensive Treatment.

(ماہرانہ اور مکمل برتاو)

S=stands for Search for Solution. (حل کی تلاش)

E=stands for Exactness. (درستی وصحت)

A=stands for Analysis (تجزیہ)

R=stands for Relationship of Facts (حقائق کا تعلق)

C=stands for Critical Observation (تنقیدی مشاہدہ)

H=stands for Honesty and Hardship (دیانت اور مشکلات)

تحقیق کی ضرورت واہمیت

عصر حاضر میں نت نئے چیلنجز اور درپیش مسائل کے حل لیے ‘‘تحقیق’’ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ کسی بھی چیز کی اہمیت کا اندازہ اس کی ضرورت سے ہوتا ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں انسان کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں؛ اس لیے مختلف شعبوں میں ضروریات کے پیش نظر ‘‘تحقیق’’ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے؛ چونکہ ہم لوگ اسلامیات کے طالب علم ہیں؛ اس لیے ہماری تحقیق کا دائرہ علوم اسلامیہ کے گرد ہوگا۔

اسلام میں تحقیق کی اہمیت

حضور اکرم ﷺ نے امت کی رہنمائی کے لیے اپنے بعد دو چیزیں چھوڑیں، کتاب اللہ اور

سنت جن کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اصحاب رسول ﷺ اور ان کے تلامذہ تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین نے اپنی تمام تر تحقیقات میں مرکزی حیثیت قران وحدیث کو دی۔ اس لیے کہ قرآن کریم اجمال ہے تو حدیث اس کی تفصیل ہے۔ قرآن کریم متن ہے تو حدیث اس کی تشریح ہے۔ قرآن وسنت جس طرح دیگر اہم دینی معاملات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اس طرح تحقیق وتفکر اور تدبر کے بارے میں بھی واضح احکامات دیتے ہیں۔ قران وسنت سے چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں جن سے تحقیق کی اہمیت پر مزید روشنی ڈالی جاسکے گی۔

۱- قرآن کریم کی روشنی میں تحقیق کا ثبوت

قرآن کریم کی متعدد آیات تحقیق کی طرف رہنمائی کرتی ہیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ(۷)

ترجمہ: اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کوئی نقصان پہنچا بیٹھو کسی قوم کو بے علمی (ونادانی) کی بناء پر تو پھر اس کے نتیجے میں تمہیں خود اپنے کیے پر شرمندگی اٹھانی پڑے۔

اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر لوگوں کے سوال نقل کرکے جواب کا ذکر ہے تاکہ ان کی معلومات میں اضافہ اور تحقیق کی راہیں ہموار ہوں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

یَسْــــلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ(۸)

''پوچھتے ہیں آپ سے یہ لوگ اے پیغمبر چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے بارے میں کہ ایسے کیوں ہوتا ہے؟ تو کہو کہ یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کہ تعین اور خاص کر حج کے اوقات وتواریخ کی علامتیں ہیں''۔

ارشاد باری تعالی ہے:

یَسْــــلُوْنَکَ عَنِ الْخَــمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْــمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا(۹)

''پوچھتے ہیں آپ سے اے پیغمبر شراب اور جوئے کے بارے میں تو انھیں بتادو کہ ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ بھی ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے''۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (۱۰)

”اور پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا خرچ کریں تو کہو کہ جو زیادہ ہو تمہاری ضرورتوں سے۔“

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تدبر اور غور وفکر کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (۱۱)

”کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے اس قرآن (عظیم) میں؟ یا (ان کے) دلوں پر ان کے تالے پڑے ہوئے ہیں۔“

یہ تمام آیات تحقیق وتفکر کے بارے میں ہدایات دے رہی ہیں۔ اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ کا تفصیلی واقعہ سورۃ الکہف میں آرہا ہے، جب وہ مزید تعلیم وتحقیق کے لیے حضرت خضرؑ کے پاس پہنچے اور دورانِ سفر بہت سی باتوں کا علم ہوا۔

۲- احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں تحقیق کا ثبوت

حضور اکرم ﷺ نے اپنے متعدد ارشاداتِ عالیہ میں معاملات اور دیگر اہم امور میں غور وفکر اور تحقیق کرنے کا حکم دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ، ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ فَقَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذَلِكَ فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ -أَوْ يَعْصِبَ شَكَّ مُوسَىٰ - عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً، ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ“(۱۲)

”کہ ہم سفر کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں ایک شخص کو پتھر لگا جس سے اس کا سر پھٹ گیا، اس کو احتلام ہوا اس نے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم مجھے تیمّم کی اجازت دیتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں ہم تیرے لیے تیمّم کی کوئی گنجائش نہیں پاتے؛ کیونکہ تجھے پانی کے حصول پر قدرت حاصل ہے لہٰذا اس نے غسل کیا اور مر گیا جب ہم رسول ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے اس کو ناحق مار ڈالا، اللہ ان کو ہلاک کرے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا تو ان کو پوچھ لینا چاہیے تھا؛ کیونکہ نہ جاننے کا علاج معلوم کرلینا ہے، اس شخص

کے لیے کافی تھا کہ وہ تیمّم کرلیتا اور اپنے زخم پر کپڑا باندھ کر اس پر مسح کرلیتا اور باقی سارا بدن دھو ڈالتا۔“

علامہ ابوسلیمان الخطابیؒ (م ۳۸۸ھ) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قلت فی هذا الحدیث من العلم أنه عابهم بالفتوی بغیر علم و ألحق بهم الوعید بأن دعا علیهم و جعلهم فی الإثم قتلة له(۱۳)

”میں کہتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے بغیر علم کے فتوی دینے کی وجہ سے ان کی مذمت کی اور ان کے لیے وعید بیان کی اس طریقے پر کہ ان کے لیے بددعا کی اور گناہ میں ان کو اس کا قاتل قرار کردیا۔“

چونکہ بغیر تحقیق کے یہ فتویٰ دیا گیا تھا؛ اس لیے آپ ﷺ نے ان کے بارے میں سخت کلمات کہے۔ اس لیے حکم دیا ”فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ“ تحقیق سے انسان کو درست سمت کے انتخاب میں آسانی رہتی ہے ورنہ گمراہی کا اندیشہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا (۱۴)

”کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھین کر نہیں اٹھائے گا؛ بلکہ علم کو علماء کے اٹھالینے کے ذریعہ سے قبض کیا جائے گا؛ یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے پس ان سے پوچھا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے“۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحقیق کے ذریعہ گمراہی سے بچا جاسکتا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تحقیقی ذوق پیدا کرنے لیے کئی مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے سوالات کیے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَهِيَ مَثَلُ المُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ البَادِيَةِ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَاسْتَحْيَيْتُ،

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخبِرُنَا بِهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: هِيَ النَّخلَةُ قَالَ عَبدُ اللَّهِ: فَحَدَّثتُ أَبِي بِمَا وَقَعَ فِي نَفسِي، فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ قُلتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا(۱۵)

”کہ رسول ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس میں پت جھڑ نہیں ہوتی اور وہ مومن کے مشابہ ہے(۱۶) مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگوں کے خیال جنگل کے درختوں میں جا پڑے اور میرے دل میں یہ آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے؛ مگر میں (کہتے ہوئے) شرما گیا (بالآخر) سب لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ (ہماری سمجھ میں نہیں آیا) آپ ہمیں وہ درخت بتا دیجیے، عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ (عمر فاروق) سے، جو میرے دل میں آیا تھا، بیان کیا تو وہ بولے اگر تو نے یہ کہہ دیا ہوتا، تو مجھے اس سے اور اس سے زیادہ محبوب تھا۔“

امام ابن بطالؒ (م۴۴۹ھ) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قال المهلب: معنى طرح المسائل على التلاميذ لترسخ فى القلوب وتثبت، لأن ما جرى منه فى المذاكرة لا يكاد ينسى. (۱۷)

مہلب نے کہا: شاگردوں سے سوالات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دلوں میں وہ باتیں راسخ ہو جائیں؛ اس لیے کہ جن چیزوں کا مذاکرہ ہوتا ہے، وہ جلدی بھولتی نہیں ہیں۔

ابن بطالؒ مزید لکھتے ہیں:

إنما أراد البخارى بهذا الباب ليبين أن الحياء المانع من طلب العلم مذموم(۱۸)

”امام بخاری کی غرض اس باب (الحیاء فی العلم) کے قائم کرنے سے یہ بیان کرنا ہے کہ جو حیاء طلب علم سے مانع ہو وہ مذموم ہے۔“

اس واقعہ سے جو نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(الف) دینی اور شرعی امور کے علاوہ دنیاوی باتوں کی تحقیق بھی کی جاسکتی ہے۔

(ب) استاد، طلباء سے ایسے سوالات کرسکتا ہے، جن سے ان کے علم میں اضافہ ہو۔

(ج) بزرگوں اور بڑوں کی مجالس میں ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

(د) جس چیز کا علم نہ ہو اس کے بارے میں پوچھنے سے شرم نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب آپ ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ

نے ان سے فرمایا:

کَیُفَ تَقُضِی إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟، قَالَ: أَقُضِی بِکِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَإِنُ لَمُ تَجِدُ فِی کِتَابِ اللَّهِ؟، قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَإِنُ لَمُ تَجِدُ فِی سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِی کِتَابِ اللَّهِ؟ قَالَ: أَجُتَهِدُ رَأُیِی، وَلَا آلُو فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ صَدُرَهُ، وَقَالَ: الُحَمُدُ لِلَّهِ الَّذِی وَفَّقَ رَسُولَ، رَسُولِ اللَّهِ لِمَا یُرُضِی رَسُولَ اللَّهِ(۱۹)

’’فرمایا تم کس طرح فیصلہ کروگے جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوجائے انہوں نے کہا اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، آپ نے فرمایا: اگر تم اللہ کی کتاب میں وہ مسئلہ نہ پاؤ تو؟ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر سنت رسول میں بھی نہ پاؤ تو؟ اور کتاب اللہ میں بھی نہ پاؤ تو؟ انھوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینہ کو تھپتھپایا اور فرمایا کہ اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے اللہ کے رسول کے رسول (معاذ) کو اس چیز کی توفیق دی جس سے رسول اللہ راضی ہیں۔‘‘

یہ حدیث بھی بڑی وضاحت سے تحقیق کی اہمیت کو بیان کررہی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے استفسار پر قرآن وسنت سے تحقیق کرکے مسائل کا حل پیش کرنے کی صراحت فرمائی، اور اس بات پر بھی روشنی ڈالی کہ اگر قرآن وسنت سے مطلوبہ مسئلہ نہ ملا تو اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا یہ محض اپنی رائے سے کام لینے کی طرف اشارہ نہیں تھا؛ بلکہ اس کے پیچھے بھی قرآن وسنت پر گہرے غور وفکر اور تحقیق سے قائم ہونے والی رائے مراد تھی۔

علامہ ابوسلیمان الخطابیؒ لکھتے ہیں:

قوله اجتهد برأیی یرید الاجتهاد فی رد القضية من طريق القياس إلى معنى الكتاب والسنة ولم يرد الرأى الذى يسنح له من قبل نفسه أو يخطر بباله عن غير أصل من كتاب أو سنة. (۲۰)

’’حضرت معاذ کا فرمانا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اس سے ان کی مراد معاملات کے حل کرنے میں قرآن وسنت سے مستنبط علت کے ذریعے قیاس کرنا تھا۔ اور وہ رائے مراد نہیں

تھی جو اپنی ذات سے ذہن یا دل میں قرآن وسنت میں سے اصل کے بغیر پیدا ہو۔“

قرآن وسنت کو ۱۴۰۰ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور ہر صدی میں بے شمار کتب لکھی گئیں۔ ذخیرہ تفاسیر، شروح احادیث اور کتب فقہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ امت مسلمہ نے بہت کام کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اب کونسے ایسے موضوعات ہیں جن پر کام کی ضرورت ہے۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر موضوع پر بڑے عمدہ انداز میں مدلل ومفصل کام ہو چکا ہے۔؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اسلاف اور کابرین نے اپنے اپنے زمانے میں وقت کی نزاکتوں کے پیش نظر اسلامی نقطہ نظر سے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ جب ہم تاریخ اسلام پر نظر ڈالتے ہیں تو بہت سی علمی قد آور ایسی شخصیات کی فہرست سامنے آتی ہے کہ جن کے علمی رسوخ، تفقہ، تفکر اور علمی وتحقیقی تصانیف کے آگے نظریں عقیدت سے جھک جاتی ہیں اور زبان پر ان کے لیے دعائیہ کلمات آجاتے ہیں۔

عصر حاضر میں اسلامی تحقیقات کی ضرورت

اسلام ایک عالمگیر مذہب اور دینِ فطرت ہے۔ جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ تہذیبوں کے تصادم، رسم ورواج کے اختلاف، علاقائی ثقافت کے مختلف ہونے سے نئے مسائل سامنے آرہے ہیں، ان کے اسلامی حل کے لیے تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔

سائنسی کمالات

اس وقت سائنسی ترقی اور کمالات نے جہاں بہت سی سہولیات کا سامان فراہم کیا ہے وہیں بہت سے سوالات بھی پیدا کردیے ہیں۔ مثلاً ایک شخص فضا میں چکر کاٹ رہا ہے، چاند پر قدم رکھ چکا ہے۔ نماز کے اوقات کی تعیین اور قبلہ کی طرف رخ کیسے کرے۔ خانۂ کعبہ زمین پر ہے اور وہ فضاء میں موجود ہے۔؟ جہاز میں سفر کررہا ہے سورج کی ٹکیہ نظر آرہی ہے؛ جبکہ جس شہر سے جہاز گزر رہا ہے وہاں سورج غروب ہے تو اب نماز جیسے اہم فریضے کی ادائیگی کیسے ہوگی۔؟ یا ایک شخص کسی آبدوز میں بیٹھ کر سمندر کی تہہ میں ہے، وہ کس طرف رخ کر کے نماز پڑھے گا۔ اسی طرح سحری وافطاری کے وقت کا تعین کیسے ہوگا؟

طبی مسائل

عصر حاضر میں علم الطب میں بھی بہت ترقی ہوئی ہے۔ انسان کے پورے جسم پر تحقیقات

جاری ہیں نت نئے تجربات ہورہے ہیں۔ ایک شخص کے اعضاء دوسرے کو دیے جاسکتے ہیں۔؟ کیا ڈی این اے ٹیسٹ کی بدولت کسی شخص پر حد جاری کی جاسکتی ہے یا کسی کا نسب ثابت کیا جاسکتا ہے۔؟ کیا آپریشن سے مرد وعورت میں جنسی تبدیلی کی جاسکتی ہے۔؟ وغیرہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔

اسلامی بینکاری کا قیام

اس وقت ایک اہم کام سود سے پاک بینکاری نظام کا قیام ہے۔ جس کی تشکیل عین شرعی قوانین کے مطابق ہو۔ اگرچہ بعض اہل علم نے اس سلسلہ میں کوششیں کی ہیں؛ مگر اس پر دیگر اہل علم کے خدشات اور اعتراضات ہیں؛ بلکہ فریقین کی طرف سے کتب مارکیٹ میں موجود ہیں۔ اگرچہ اختلاف رائے مذموم نہیں ہے؛ مگر عوام کو اس الجھن سے نکالنا تو ضروری ہے کہ کونسی رائے عصری تقاضوں کے مطابق ہے۔ اور جو لوگ اس نظام سے مطمئن نہیں ہیں، ان کے اعتراضات کو دور کرنا اور صحیح خطوط پر اس طرح کام کرنا کہ اس حوالے سے اضطرابی کیفیت کا خاتمہ ہو وقت کا اہم تقاضا ہے۔

سود کی حرمت پر تو کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہے۔؟ مگر سود کا اطلاق کن صورتوں پر ہوگا اور کونسی صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔؟ اس بارے میں اختلاف شدید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام میں بہت سے ایسے اہل علم گزرے ہیں اور موجود ہیں جن کی نظر میں بعض صورتیں ایسی ہیں جن پر سود کا اطلاق نہیں ہوتا؛ مگر دیگر اہل علم کی رائے اس کے برعکس ہے۔؟ اس لیے سود کی ایسی جامع ومانع تعریف ہو کہ جس پر عرب وعجم کے علماء کا اتفاق ہو۔ یا کم از پاک وہند کے علماء تو متفق ہوں۔ مگر اس بات کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ جب چار ایسے ممالک جن میں بالترتیب، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی فقہ نافذ ہو اور جب وہ آپس میں لین دین کریں گے تو اس کی کیا نوعیت ہوگی۔؟ اس لیے کہ سود کی حرمت کی جو علت ہر امام نے اپنے اجتہاد اور نصوص پر گہرے غور وفکر کے بعد نکالی ہے۔ وہ دوسرے امام کی بیان کردہ علت سے مختلف ہے تو پھر عالمی سطح پر لین دین کرتے وقت اس مسئلہ کا کیا حل ہوگا۔؟

مذہبی انتہاء پسندی اور فرقہ واریت کا خاتمہ

انسانی زندگی میں مذہب بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ انسانی زندگی کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کے لیے جس قدر مذہب اثر انداز ہوتا ہے اتنی کوئی دوسری قوت نہیں ہے۔ انسان کو عقل یہ

سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ حیوانی زندگی سے نکل کر ایک مہذب معاشرے اور پرامن زندگی کے حصول کے لیے اسے کسی چیز کے سہارے کی ضرورت ہے اور وہ سہارا زندگی کے پیچیدہ راستوں پر مذہب کی صورت میں شمع بن کر اس کی رہنمائی کرتا ہے اور کامیاب، مہذب اور پرسکون زندگی گزارنے میں اس کا معاون بنتا ہے جس کا کوئی مذہب نہ ہو اس کی زندگی بے معنی سی ہوتی ہے جب کہ جو مذہب سے وابستہ ہوتے ہیں ان کی زندگی کا کوئی مقصد اور مفہوم ہوتا ہے۔

یہ مذہب ہی ہے جو زندگی کے تمام گوشوں کے بارے میں واضح لائحہ عمل رکھتا ہے۔ جس کی بدولت انسان حقیقی کامیابیاں حاصل کرلیتا ہے۔ روحانی غذا بھی مذہب کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔ انسان کی نظر اور فکر میں وسعت وعالمگیریت پیدا ہوجاتی ہے؛ مگر یہ سارے اثرات اس وقت مرتب ہوتے ہیں جب مذہب کو اس کی اصل پر باقی رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے اگر اس میں افراط وتفریط (زیادتی وکمی) پیدا ہوگئی تو مسائل سلجھنے کی بجائے مزید الجھ جائیں گے۔

پورا عالم اسلام مختلف تباہ کن مسائل سے دوچار ہے، ان میں مذہبی انتہاء وشدت پسندی بھی ہے، جس نے فرقہ واریت کو مزید فروغ دیا ہے اور اس سے امن عامہ بری طرح متاثر ہوا ہے، ایک دوسرے کا قتل عین ثواب سمجھ کر کیا جارہا ہے۔ مگر معمولی سے اختلاف رائے اور اظہار رائے کرنے پر ایک دوسرے پر سخت قسم کے فتوے لگائے جاتے ہیں اور بسا اوقات معاملات حد سے زیادہ سنگینی اختیار کرلیتے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت ہے مذہبی انتہاء پسندی کے پس منظر، اسباب کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کے خاتمہ کے لیے کوئی لائحہ عمل بنایا جائے تا کہ عالم اسلام ہر قسم کے داخلی نقصانات سے محفوظ رہے۔

کرپشن کے نقصانات اور اس کا سد باب

اس وقت پاکستان کو کرپشن نے بری طرح کھوکھلا کردیا ہے۔ اعلی سے ادنی فرد کسی نہ کسی صورت میں کرپشن میں مبتلا ہے۔ کرپشن کا مفہوم کیا ہے۔؟ کیا اس کا دائرہ صرف مالی بدعنوانی تک محدود ہے یا اور صورتیں بھی داخل ہیں۔؟ آج کل رشوت کو ہدایا کے نام سے موسوم کرکے وصول کیا جارہا ہے۔ ہدایہ اور تحائف کے بارے میں شریعت کا کیا موقف اور مزاج ہے۔؟ کن صورتوں میں ہدایا کا شمار رشوت میں ہوگا۔؟ یا تحائف اور ہدایا کا وصول کرنا ناجائز ہوگا۔؟ کونسی صورتوں میں رشوت دی جاسکتی ہے؟

کوئی افسر اپنے ماتحت کو غلط کام کا حکم دے اور حکم عدولی کی صورت میں جانی یا مالی نقصان کا

اندیشہ ہوتو کیا حکم ہے؟ یونیورسٹیز اور کالجز کے اساتذہ کا طلبا، سے ہدایا اور تحائف وصول کرنا یا مطالبات کرنا ان کا کیا حکم ہے؟ تحائف اور ہدایا وصول کر کے اساتذہ کا غیر معیاری گائیڈ نما کتب طلبا، کو خریدنے کا حکم دینا۔ ڈاکٹر اور ٹیچر کا اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہنا، سرکاری اوقات میں پرائیویٹ کلینک، اکیڈمی چلانا، صحافی یا اینکر کا پیسوں کی خاطر بک جانا، علما، سو، اور ان کا کردار، اپنے ماتحتوں سے غیر مہذب رویہ، ملاوٹ اشیاء وغیرہ بیسیوں ایسے موضوعات ہیں جن پر حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کیا جاسکتا ہے۔

معاشرتی رسوم ورواج کا جائزہ

اس وقت ہمارے معاشرہ میں بہت سی ایسی رسوم رائج ہوچکی ہیں، جن کے بارے میں اکثریت کو یہ ہی نہیں علم کہ کام شرعی ہے؛ اس لیے کر رہے ہیں یا ایک رسم کے طور پر سرانجام دے رہے ہیں؟ کونسے کام شرعا مباح ہیں اور کونسے ناجائز ہیں۔ خوشی وغمی کا شرعی تصور کیا ہے؟ اظہار مسرت وغم میں کس حدتک آگے بڑھا جاسکتا ہے۔؟ شادی وبیاہ اور تجہیز وتکفین کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ بعض خاندانوں میں کزن میرج (چچازاد اور پھوپی زاد کی آپس میں شادی) کو سخت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس کا پس منظر کوئی خاندانی رواج ہے؟ طبی رائے ہے؟ وغیرہ

انٹرنیٹ، ٹی وی، کیمرہ کا استعمال

عصر حاضر میں بہت سی ایجادات منظر عام پر آئی ہیں۔ ان کے استعمال کے حوالہ سے اسلام کا موقف کیا ہے؟ مثلاً ٹی وی، سی ڈی پلیئر، ڈی وی ڈی، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، کیبل، موبائل فون وغیرہ کا استعمال کس حدتک جائز ہے۔ میوزک وموسیقی، ناچ گانا، قوالی وغیرہ کے کیا احکامات ہیں؟ کیمرہ کی تصویر کا حکم اور ہاتھ سے بنائی جانے والی تصاویر کی شرعی حیثیت متعین کرنا اسلامی محقق کی ذمہ داری ہے؛ تاکہ لوگوں پر صحیح صورتِ حال واضح ہوسکے۔

مستشرقین کا تعاقب

مستشرقین کے اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات، قرآن مجید اور بالخصوص آپ ﷺ کی ذات مبارکہ پر اٹھائے گئے سوالات کے صحیح جوابات دینا اسلامیات کے اسٹوڈنٹ کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے۔ جن میں نہ معذرت خواہانہ انداز ہو اور نہ ہی روح شریعت اور مزاج شریعت سے صرف نظر کیا گیا ہو۔

مغرب کی برتری کا جواب

آج یورپ کی برتری کے نعرے بلند ہورہے ہیں کسی چیز کے صحیح اور مستند ہونے کے لیے یورپ کی تصدیق کافی سمجھی جاتی ہے اور اسلامی تہذیب وتمدن کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ ایسے حالات میں اسلامیات کے محقق پر لازم ہے کہ وہ احکام اسلام کی ایسی توضیح وتشریح کرے جس سے اسلام کی صحیح ترجمانی ہو۔

اس کے علاوہ اور بھی موضوعات ہیں جن پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

تحقیق کے فوائد

تحقیق کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- نئی معلومات کا حصول

۲- اصل ماخذ تک رسائی

۳- کارکردگی میں اضافہ

۴- حقیقت سے آگاہی

۵- توہمات سے چھٹکارہ

۶- تعصّبات کا خاتمہ

۷- صحیح وغلط کی پہچان

۸- ندامت سے بچاو

۹- علم میں وسعت وگہرائی کا پیدا ہونا

۱۰- صلاحیتوں کا نکھرنا

۱۱- صحیح نتائج تک رہنمائی

۱۲- جمود کا خاتمہ

۱۳- صحیح نظریات کی سچائی کا ادراک

۱۴- باطل اور جھوٹ کا رد

۱۵- قوت فیصلہ کا پیدا ہونا

۱۶- آلام ومصائب سے نجات

۱۷- ترقی میں ممد ومعاون

۱۸- پرسکون زندگی گزارنے کے طریقوں کا علم

۱۹- کائنات کے رازوں اور بھیدوں کا علم

۲۰- شکوک وشبہات کی فضاء کا خاتمہ

طریق کار

اس کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ ہم قرآن وسنت اور ان کی توضیح وتشریح میں لکھی اپنے اسلاف کی کتب کی طرف مراجعت کریں گے اور ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائل کا حل پیش کریں گے، جن پر صدیوں غور وفکر ہوا اور وہ مزید نکھر کر سامنے آگئے ہیں۔

چونکہ ہم لوگ فقہ حنفی کے مطابق عمل کرتے ہیں؛ اس لیے دورانِ تحقیق فقہاء احناف کی کتب کو ضرور مدنظر رکھیے۔ اور چونکہ دیگر ائمہ عظام، مالکیہ، شوافع، حنابلہ کی کتب بھی تحقیقی کاموں میں معاون ثابت ہوسکتی ہیں، اس لیے کہ ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین میں جتنے بھی نامور اہل علم گزرے ہیں وہ سب حق کی ہی اتباع کرنے والے تھے صرف حق کو فقہ حنفی کے ساتھ خاص سمجھنا یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس میں کوئی شک نہی کہ امام ابوحنیفہؒ کو جو اللہ تعالی نے فقہی بصیرت عطا فرمائی تھی اور جو آپؒ کی نصوص پر گہری نظر تھی اس کا مقابلہ کوئی آپ کا ہم عصر اور بعد کے افراد میں بھی کوئی نہ کرسکا؛ تاہم اپنے اپنے زمانے میں بہت سی علمی شخصیات گزری اور ان کے علمی کارنامے داد تحسین کے مستحق ہیں۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو کام دارالعلوم دیوبند ہندوستان اور اس کے فضلاء سے لیا ہے برصغیر اور دیگر اسلامی ممالک میں اس کی نظیر ملنی دشوار ہے۔ الحمد للہ علماء دیوبند نے جس اعتدال اور للٰہیت وخلوص سے علوم اسلامیہ کی خدمت کی ہے اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے دوران تحقیق خاتم الفقہاء حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، شیخ الحدیث مولانا یوسف بنوریؒ، شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ ومولانا بدر عالم میرٹھیؒ اور بھی بہت سے نام ہیں جو طوالت کے خوف سے حذف کررہا ہوں کی علمی کتب کو ضرور مطالعہ میں رکھیے۔

ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا جس پر ہمارے اکابر نے کہیں نہ کہیں ضرور کچھ لکھا ہوگا شرط صرف

تلاش اور کتب کی ورق گردانی کی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز اپنے دوسرے مقالہ میں اس پر بھی روشنی ڈالوں گا کہ حدیث وتفسیر وفقہ میں کونسی کتب میں زیادہ بہتر انداز میں مباحث کو سمیٹا گیا ہے اور جو مسئلہ عام کتابوں میں نہ ہو تو وہ کن کتابوں میں ملے گا۔ اور دیگر مفید امور پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

* * *

حواشی:

(۱) کیرانوی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۶۰۔

(۲) خلیل ابن احمد، ابوعبدالرحمٰن، کتاب العین، دار ومکتبۃ الہلال، س ن، جلد ۳، صفحہ ۶۔

(۳) ابن منظور، محمد بن مکرم، الافریقی، لسان العرب، بیروت، دار صادر، ۱۴۱۴ھ، جلد ۱۰، صفحہ ۴۹۔

(۴) القرآن، البقرہ: ۴۲۔

(۵) القرآن، یٰسین: ۷۰۔

(۶) اکرم رانا، ڈاکٹر، اسلامی اصول تحقیق، ملتان، مکتبہ قاسمیہ۔

(۷) القرآن، الحجرات: ۶۔

(۸) القران، البقرہ: ۱۸۹۔

(۹) القران، البقرہ: ۲۱۹۔

(۱۰) القران، البقرہ: ۲۱۹۔

(۱۱) القران، محمد: ۲۴۔

(۱۲) ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، السنن، بیروت، المکتبۃ العصریہ، س ن، جلد ۱، صفحہ ۹۳، حدیث نمبر ۳۳۶۔

(۱۳) الخطابی، حمد بن محمد، ابوسلیمان، معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، حلب، المطبعۃ العلمیۃ، ۱۳۵۱ھ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴۔

(۱۴) البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ جلد ۱، صفحہ ۳۱، حدیث نمبر ۱۰۰۔

(۱۵) البخاری، الجامع الصحیح، جلد ۱، صفحہ ۳۸، حدیث نمبر ۱۳۱۔

(۱۶) مومن کی کھجور کے درخت سے وجہ تشبیہ اس طرح ہے کہ جیسے کھجور کے پتے کبھی نہیں گرتے، ہمیشہ رہتے ہیں، اسی طرح مومن ہمیشہ، نماز، روزہ، ذکر اللہ اور دیگر خیر اور بھلائی کے کام کرتا رہتا ہے۔ یہ کام اس سے منقطع نہیں ہوتے۔ (ابن بطال، شرح صحیح البخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۱)

(۱۷) ابن بطال، علی بن خلف، ابوالحسن، شرح صحیح البخاری، الریاض، مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۳ھ، جلد ۱، صفحہ ۱۴۱۔

(۱۸) ابن بطال، شرح صحیح البخاری، جلد ۱، صفحہ ۲۱۰۔

(۱۹) ابوداؤد، السنن، ۳، صفحہ ۳۰۳، حدیث نمبر ۳۵۹۲۔

(۲۰) الخطابی، معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، جلد ۴، صفحہ ۱۶۵۔

* * *